فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوا فِيهِ، وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوا بِهٖ، وَلَا تَسْتَكْثِرُوا بِهٖ .

''قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، اس کی تلاوت میں غلو مت کریں، اس سے پہلوتہی مت کریں، اس کی تلاوت کے ذریعہ مت کھائیں اور اس کی تلاوت کے ذریعے زیادہ مال کی خواہش مت رکھیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 428/3، مسند أبي يعلٰى : 1518)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابوراشد حبرانی کا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ حافظ جورقانی رحمہ اللہ ابوراشد کی عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ .

''اس کی سند متصل نہیں۔''

(الأباطيل والمَناكير : 269/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:

أُرَاهُ مُرْسَلًا .

''میں (ابو راشد کی عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کو) مرسل خیال کرتا ہوں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 325/8)

نیز اس روایت میں صاف طور پر قرآن کی قراءت کا ذکر ہے، لہٰذا اسے کتاب اللہ کی تعلیم اور دینی اُمور پر اُجرت کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا، اس میں تو تعلیم کے معاوضے کا ذکر تک موجود نہیں۔

(سوال): درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمَدِينَةُ خَيْرٌ مِنْ مَكَّةَ .

''مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 288/4)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عبد الرحمٰن بن رداد عامری ''ضعیف'' ہے۔

② عمرہ بنت عبد الرحمٰن کا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 4017)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَقَدْ صَحَّ فِي مَكَّةَ خِلَافُهُ.

''یہ روایت ثابت نہیں، مکہ کے بارے میں اس کے خلاف ثابت ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 623/3)

سوال: کیا گھوڑوں پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ.

''مسلمان آقا پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 1463، صحيح مسلم : 982)

گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ فِي كُلِّ فَرَسٍ دِينَارٌ تُؤَدِّيهِ.

''چرنے والے ہر گھوڑے کی زکوٰۃ ایک دینار ادا کریں۔''

(سنن الدّارقطني : 2019)

سند سخت ضعیف ہے۔

① غورک بن خضرم ''ضعیف'' ہے۔

② قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہیں۔ اس روایت میں انہیں امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (سنن دارقطنی : ۲/۱۲۶)

③ لیث بن حماد اصطخری ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ .

''اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے۔''

(البدر المُنير : 404/5)

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؟

(جواب): نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ یہ کہنا کہ محمد کریم ﷺ نے زمین میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، واضح جھوٹ ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ فِيهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بِعَيْنِهِ فِي الْأَرْضِ، فَهُوَ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَائِهِمْ هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا رَوَاهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ .

''جس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رب تعالیٰ کو زمین میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس کے جھوٹے ہونے پر مسلمانوں اور اہل علم کا اتفاق ہے۔ علمائے مسلمین میں سے نہ کوئی اس کا قائل ہے اور نہ کسی نے ایسی روایت بیان کی ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 386/3)

(سوال): کیا شعبی رحمہ اللہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟

(جواب): شعبی رحمہ اللہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعَ مِنْهُ حَرْفًا مَا سَمِعَ غَيْرَ هٰذَا .

''شعبی رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ سنا ہے، اس کے علاوہ نہیں سنا۔''

(عِلَل الدّارقطني : 97/4)

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❀ سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داود : 3796)

جواب: روایت ضعیف و منکر ہے۔

① اسماعیل بن عیاش کا عنعنہ ہے۔

② ابو راشد حبرانی کا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَا يَثْبُتُ بِمِثْلِهٖ فِي الدِّينِ حُجَّةٌ .

''اس جیسی روایت سے دین میں حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔''

(تهذيب الآثار [مسند عمر]، تحت الحديث : 311)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِذَاكَ .

''اس کی سند ثابت نہیں۔''

(مَعالم السّنن : 247/4)

❀ حافظ جورقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَإِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ .

''یہ حدیث منکر ہے، اس کی سند متصل نہیں۔''

(الأباطيل والمَناكير : 269/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ، وَأَرَاهُ مُرْسَلًا .

''یہ حدیث منکر ہے، میں اسے مرسل خیال کرتا ہوں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 325/8)

سوال: کیا کپڑے پر سجدہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کپڑے پر سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ ماتھے اور زمین کے درمیان کوئی حائل ہو، تو سجدہ درست ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهٗ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهٗ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ .

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید گرمی میں نماز پڑھتے تھے، تو جب ہم میں سے کسی کے لیے زمین پر چہرہ رکھنا مشکل ہو جاتا، تو وہ کپڑا بچھاتا اور اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 1208، صحيح مسلم : 620)

❁ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔''

(صحيح البخاري :381، صحيح مسلم : 513)

ماتھے پر پگڑی یا کوئی کپڑا ہو، تو پیشانی سے ہٹانا مستحب ہے، اگر پیشانی پر کپڑا ہو، تو بھی نماز صحیح ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ، لَا يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عمامہ کے پلو پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 500/2، ح : 2757)

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهٖ .

''آپ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے لگتے، تو پیشانی سے عمامہ ہٹا لیتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 499/2، ح : 2755، وسندهٗ حسنٌ)

پیشانی سے کپڑا ہٹانے کے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ صالح بن خیوان سبائی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي يَسْجُدُ بِجَبِينِهٖ وَقَدِ اعْتَمَّ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَحَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَبْهَتِهٖ .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ ماتھے پر سجدہ کر رہا ہے، اس کی پگڑی ماتھے پر تھی، تو نبی کریم ﷺ نے پگڑی ماتھے سے ہٹا دی۔''

(المَراسيل لأبي داود : 84)

سند ضعیف و مرسل ہے۔

① صالح بن خیوان سبائی تابعی ہیں، براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا سند مرسل ہے۔ مرسل تابعی ضعیف ہوتی ہے۔

② عبداللہ بن لہیعہ کا عنعنہ ہے۔

❁ عیاض بن عبداللہ قرشی سے مروی ہے:

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ أَنِ ارْفَعْ عِمَامَتَكَ، فَأَوْمَأَ إِلٰى جَبْهَتِهٖ .

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ پگڑی کے پلو پر سجدہ کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ پگڑی کو (پیشانی سے) اوپر کر لیجئے۔ آپ ﷺ اپنی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 500/2، ح : 2759)

سند معضل (سخت منقطع) ہے۔ عیاض بن عبداللہ قرشی تبع تابعی ہے، اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کم سے کم دو واسطے ساقط ہیں، نیز یہ ضعیف بھی ہے۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلْيَحْسِرِ الْعِمَامَةَ عَنْ جَبْهَتِهٖ .

''جب آپ نماز پڑھیں، تو پیشانی سے عمامہ ہٹا لیا کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2756، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 2660)

سند ضعیف ہے۔عبدالاعلیٰ بن عامر ثعلبی ''ضعیف'' ہے۔

تنبیہ:

شیعہ خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں، یہ بدعت ہے، یہ متاخرین شیعہ کی ایجاد ہے، شیعہ کی بنیادی کتب میں بھی اس کا ذکر نہیں۔

سوال: ولیمہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ولیمہ مسنون ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ .

''ولیمہ کیجئے، خواہ ایک بکری ہو۔''

(صحيح البخاري : 5167، صحيح مسلم : 1427)

یہ حکم استحبابی ہے۔اس سے ولیمہ کا فرض ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ فرض اعمال کی مقدار اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہوتی ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

كَوْنُهُ أَمَرَ بِشَاةٍ وَلَا خِلَافَ فِي أَنَّهَا لَا تَجِبُ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا بکری کا حکم دینے سے ولیمہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا۔''

(المُغني : 276/7)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَوْجَبَهَا فَرْضًا .

''میں نہیں جانتا کہ کسی نے ولیمہ کو فرض واجب کہا ہو۔''

(شرح صحیح البخاري : 7/284)

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّ الْوَلِيمَةَ سُنَّةٌ فِي الْعُرْسِ مَشْرُوعَةٌ ...... وَلَيْسَتْ وَاجِبَةً فِي قَوْلِ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اہل علم کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ شادی میں ولیمہ کرنا مشروع سنت ہے۔......اکثر اہل علم کے مطابق یہ واجب نہیں۔''

(المُغني : 7/275-276)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ اتِّفَاقًا .

''ولیمہ بالاتفاق واجب نہیں۔''

(نیل الأوطار : 6/209)

تنبیہ:

❀ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّهٗ لَا بُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيمَةٍ .

''بلاشبہ شادی میں ولی ضروری ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 5/359)

سند ضعیف ہے۔ عبد الکریم بن سلیط بصری مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن

حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:۷/۱۳۱'' میں ذکر کیا ہے۔

سوال: ''قصہ اوریا'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ''قصہ اوریا'' ثابت نہیں۔ کئی مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس قصہ کو ذکر کیا ہے، اس کی کوئی سند ثابت نہیں۔ یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ذَكَرَ الْمُفَسِّرُونَ هَاهُنَا قِصَّةً أَكْثَرُهَا مَأْخُوذٌ مِنَ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيهَا عَنِ الْمَعْصُومِ حَدِيثٌ يَجِبُ اتِّبَاعُهُ .

''مفسرین نے قصہ ذکر کیا ہے، جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے، اس بارے میں معصوم (نبی کریم ﷺ) سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جس کا اتباع واجب ہو۔''

(تفسیر ابن کثیر : 60/7)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَحِّحِ الْعُلَمَاءُ مَا يَذْكُرُهُ الْقُصَّاصُ مِنْ أَمْرِ أُورِيَا .

''قصاص نے جو ''اوریا'' کا واقعہ ذکر کیا ہے، اہل علم اسے ثابت نہیں سمجھتے۔''

(التّوضیح : 505/19)

سوال: کیا خضر علیہ السلام نبی تھے؟

جواب: جمہور اہل علم کے مطابق خضر علیہ السلام نبی تھے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے:

﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي﴾(الکھف : ۸۲)

''میں نے یہ سب اپنی طرف سے نہیں کیا۔''

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَلَّ عَلٰى أَنَّهٗ نَبِيٌّ أُوحِيَ إِلَيْهِ .

''یہ آیت دلیل ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے اور آپ کی طرف وحی کی جاتی تھی۔''

(التّوضيح : 373/3)

خضر علیہ السلام کے پاس خاص علم تھا، جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ تھا، جسے حاصل کرنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ بھلا نبی غیر نبی سے علم کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

سوال: کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خبر واحد کی حجیت کے منکر تھے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے خبر واحد کی حجیت کا انکار ثابت نہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَكَوْهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَهُوَ كَذِبٌ عَلَيْهِ وَعَلٰى أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ، فَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنْهُمُ الْبَتَّةَ، وَإِنَّمَا هٰذَا قَوْلُ مُتَأَخِّرِيهِمْ .

''لوگوں (احناف) نے (خبر واحد کی حجیت کا انکار) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حکایت کیا ہے، جبکہ یہ ان پر جھوٹ ہے، نیز قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی پر بھی جھوٹ ہے۔ ان میں سے کسی نے قطعاً یہ بات نہیں کہی۔ یہ متاخرین احناف کا قول ہے۔''

(مختصر الصّواعق، ص 607)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام ''قدیم'' ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ''قدیم'' نہیں ہے۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَدْخَلَ الْمُتَكَلِّمُونَ فِي أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى الْقَدِيمَ، وَلَيْسَ هُوَ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنٰى.

''متکلمین نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ''قدیم'' داخل کر دیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے نہیں۔''

(شرح الطّحاوية، ص 112)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں۔ ان کا ثبوت قرآن وحدیث سے ضروری ہے، اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُولُوا رَمَضَانَ فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ قُولُوا شَهْرُ رَمَضَانَ.

''رمضان نہ کہا کریں، کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے، بلکہ ''ماہ رمضان'' کہا کریں۔''

(الكامل لابن عدي: 313/8)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو معشر نجیح سندی ضعیف ہے۔ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو مرفوع حدیث بنا دیا ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ، إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ.

''اس حدیث کا مرفوع ہونا خطا ہے، یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔''

(عِلَل الحديث : 734)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلضَّعْفُ بَيِّنٌ عَلَيْهِ .

''اس روایت کا ضعف واضح ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 127/3)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 113/4)

سوال: کیا اپنے متعلق تعریفی الفاظ اور کلمات کہے جا سکتے ہیں؟

جواب: محاسن دو طرح کے ہوتے ہیں: اچھے اور برے۔ برے وہ ہیں، جو فخر و مباہات، ہم عصروں پر برتری اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے ہوں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ﴾ (النّجم : ٣٢)

''اپنا تزکیہ مت کریں۔''

اچھے محاسن وہ ہیں، جن میں کوئی دینی مصلحت ہو، مثلاً: وہ امر بالمعروف کرنے والا، ناصح، خیر خواہ یا کسی شعبہ کا مشیر، معلم، عالم، واعظ، خطیب اور مربی جو اپنی خوبیاں اس لئے بیان کر رہا ہو کہ اس سے بات زیادہ موثر ہوگی، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

اس مفہوم کی بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ .

''میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 4317؛ صحيح مسلم : 1776)

② **نبی کریم ﷺ نے فرمایا:**

وَاللّٰهِ إِنِّي لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ .

''اللہ کی قسم! سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں ہوں۔''

(صحيح البخاري : 5063؛ صحيح مسلم :1401)

③ **ایک اور مقام پر فرمایا:**

إِنِّي اَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَاكْلَفُوا مِنَ العَمَلِ مَا تُطِيقُونَ .

''رات کو میرا رب مجھے کھلا اور پلا دیتا ہے، آپ ان اعمال کے مکلّف ہیں، جن کی آپ طاقت رکھتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1966؛ صحيح مسلم : 1103)

④ **سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:**

﴿قَالَ اجْعَلْنِي عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾

(يوسُف : 55)

''مجھے وزارت خزانہ عطا کر دیجئے کہ میں اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کا ماہر بھی ہوں۔''

⑤ **سیدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا:**

﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾(القَصَص : ٢٧)

”آپ مجھے نیکوکاروں میں پائیں گے۔“

⑥ ابوعبدالرحمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ حُوصِرَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ، وَلَا اَنْشُدُ إِلَّا اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟ فَحَفَرْتُهَا، اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟ فَجَهَّزْتُهُمْ، قَالَ: فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ وَقَالَ عُمَرُ فِي وَقْفِهٖ: لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهٗ اَنْ يَاْكُلَ وَقَدْ يَلِيهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهٗ فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ.

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا، تو آپ گھر کی چھت پہ چڑھ گئے اور باغیوں سے مخاطب ہوئے، میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے حلفاً پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نہیں جانتے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رومہ کا کنواں کھودے گا اور اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دے گا، تو اسے جنت کی بشارت ہے، تو میں نے ہی اس کنویں کو کھودا تھا، معلوم نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا: جیش عسرت کو جو شخص ساز و سامان سے لیس کر دے گا، اسے جنت کی بشارت ہے، تو میں نے ہی اسے مسلح کر دیا، سب نے تصدیق کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف کے متعلق فرمایا تھا کہ اس کا منتظم اگر اس میں سے کھائے، تو کوئی حرج نہیں ہے، ظاہر

ہے کہ منتظم خود وقف کرنے والا بھی ہوسکتا ہے، کبھی دوسرے بھی ہو سکتے ہیں اور ہر ایک کے لیے یہ جائز ہے۔''

(صحيح البخاري : 2778)

⑦ قیس بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جاتے، ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا، تو ہم کیکر درخت کے پتے کھاتے تھے، ہمارا براز بھی بکری کی مینگنیوں کی طرح خشک ہوتا، مگر اب یہ وقت آ گیا ہے کہ بنواسد مجھے دین کے بارے میں ملامت کرتے ہیں، تب تو میں خسارے میں ہوں اور میرا عمل ضائع ہوگا۔

(صحيح البخاري : 3728؛صحيح مسلم : 2966)

⑧ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور جانداروں کو پیدا فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی: مجھ سے محبت وہی کرے گا جو مومن ہوگا اور مجھ سے بغض وہی رکھے گا، جو منافق ہوگا۔

(صحيح مسلم : 78)

⑨ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ستر (۷۰) سے کچھ زائد سورتیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو علم ہے کہ میں سب سے زیادہ قرآن جانتا ہوں، اگر مجھے علم ہو جائے کہ کوئی صحابی مجھ سے زیادہ قرآن جانتا ہے تو میں سفر کر کے اس کے پاس پہنچوں گا۔ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر میں صحابہ کرام کی مجالس میں بیٹھا مگر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول پر کسی کو تردید کرتے نہیں سنا۔

(صحيح البخاري : 5000، صحيح مسلم : 2464)

⑩ موسیٰ بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قربانی کے اونٹ کے متعلق سوال ہوا، تو انہوں نے فرمایا:

عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ .

''آپ اس کے پاس آئے ہیں، جو اس بارے میں علم رکھتا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1325)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ إِظْهَارِ الْعَالِمِ مَا يَحْسُنُ مِنَ الْعِلْمِ إِذَا خَلَصَتْ نِيَّتُهٗ وَأَمِنَ الْعُجْبَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ عالم اپنی علمی قابلیت کا اظہار کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس کی نیت خالص ہو اور عجب نفسی کا خدشہ نہ ہو۔''

(فتح الباري : 12/438)

⑪ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا .

''بلاشبہ آپ میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اللہ کی معرفت رکھنے والا میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔''

(صحيح البخاري : 20)

⑫ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: اے مومنوں کی ماں! میں آپ سے

کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، مگر مجھے شرم آتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو سوال آپ اپنی جنم دینی والی ماں سے کر سکتے ہیں، وہ سوال کرنے سے مجھ سے بھی نہ شرمائیے، میں بھی آپ کی ماں ہی ہوں۔ میں نے پوچھا: غسل کیسے واجب ہوتا ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ (اس سوال کے متعلق مکمل) آگاہی رکھنے والے کے پاس آئے ہیں......۔''

(صحيح مسلم: 349)

⑬ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

میں آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو یاد کرنے والا ہوں......۔''

(صحيح البخاري: 828)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں کئی علمی فوائد ہیں، مثلاً؛ عجبِ نفسی کا خدشہ نہ ہو اور سامعین پر اپنی بات کو مؤکد کرنا مقصود ہو، تو خود کو کسی دوسرے کی بہ نسبت بڑا عالم کہنا جائز ہے، کیونکہ اپنے سے بڑے عالم سے علم حاصل کرنا بافضیلت عمل ہے۔''

(فتح الباري: 309/2)

سوال: نشرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ''نشرہ'' کی دو قسمیں ہیں:

① جادو کا علاج جادو کے ذریعے، یہ شیطانی عمل ہے۔

② جادو کا علاج دم، شرعی تعویذ اور جائز ادویہ سے کرنا۔ اس کے جواز میں کوئی

اختلاف نہیں، کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

جادوگر سے جادو کا علاج کرانا محققین اور جمہور علماء کے نزدیک ناجائز ہے، کیونکہ جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی حرمت پر دلائل ثابت ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَتَى كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ .

''جو کاہن یا عراف کے پاس گیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٤٢٩/٢، وسندهٔ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۸) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ .

''جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٔ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ جادو کا علاج جادو سے کرنا کسی صورت جائز نہیں، بلکہ حرام اور توحید الوہیت کے منافی عمل ہے۔

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے قتادہ رحمہ اللہ نے ''نشرہ'' کے بارے سوال کیا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں (نشرہ جائز ہے)۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ٣٨٦/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی اس بات کو ''نشرہ'' کی دوسری قسم پر محمول کریں گے، کیونکہ تمام تابعین احادیث مبارکہ کی روشنی میں جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانا حرام سمجھتے تھے۔